**درسِ حدیث**

مولانا محمد یحییٰ نعمانی

# قرآن وسنت اور تعلیماتِ نبوی کی پابندی اور بدعات سے پرہیز کی تاکید

**(۱) عَنْ جَابِرُ بِنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَیْنَاہُ وَعَلاصَوْتُہ، وَاشْتَدَّ غَضَبُہ، حَتّٰی کَاَنَّہ، مُنْذِرُ جَیْشٍ ، یَقُوْلُ صَبَّحَکُمْ وَمَسَّاکُمْ وَیَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَیُقْرِنَ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ اَلسَّبَابَۃِ وَالْوُسْطٰی ، وَیَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ (رواہ مسلم)**

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تقریر فرماتے تھے' آپ کی آنکھیں سرخ ہوجاتی تھیں، آواز بلند اور غصہ کا عالم ہوتا (آپ امت کو دینی فتنوں اور قیامت سے ڈراتے) گویا کسی دشمن کے حملے سے ڈرا رہے ہوں اور کہہ رہے ہوں کہ بس دشمن حملہ کرنے والا ہی ہے اور آپ ﷺ فرماتے میری بعثت کے بعد قیامت بہت قریب ہے اور (حضور ﷺ اپنے خطبوں میں) یہ بھی فرماتے تھے کہ سب سے بہتر بات اور سب سے اچھا کلام کتاب اللہ ہے اور سب سے بہتر طریقہ (اللہ کے رسول) محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بدتر اور خراب بات وہ ہے جو دین میں ایجاد کرلی جائے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (صحیح مسلم، سنن نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت حدیث کی مختلف کتابوں میں آئی ہے اور ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ معمول نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بکثرت اپنے خطبہ کی ابتدا میں یہ چند باتیں ارشاد فرماتے تھے کہ قیامت میری بعثت کے بعد بس اب قریب ہی ہے۔ لہٰذا لوگ اس سے غافل ہوکر نہ بیٹھیں۔ قیامت سے لوگوں کو ڈراتے اور اس کے خطرے سے متنبہ کرتے وقت آپ ﷺ کی کیفیت بالکل ایسی ہوتی جیسی کسی ایسے شخص کی ہو جو دیکھ آیا ہو کہ ایک زبردست لشکر حملہ آور ہوا چاہتا ہے اور اس کی قوم بالکل بے خبر ہے۔ لہٰذا وہ چیخ چیخ کر لوگوں سے کہتا ہے کہ اٹھو بچاؤ کی تدبیریں کرو، تیاری کرو۔

حضرت جابر مزید یہ بھی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خطبوں میں اس طرح ایک بات اور کثرت سے کہا کرتے تھے اور وہ یہ کہ لوگو! اللہ کی کتاب بہترین کتاب اور اس کا رسول کا طریقہ بہترین طریقہ ہے اور اس کے علاوہ خیر وہدایت کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا دین میں اگر کسی بات کا اضافہ کیا جائے گا تو وہ گمراہی اور ضلالت ہی ہوگی اور کچھ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد میں قیامت تک کے لیے اس امت کو راہ راست پر رکھنے اور کبھی اس کو نہ بھٹکنے دینے والی ہدایت آ گئی۔ انسانیت کو عقائد وعبادات، معاملات واخلاق وغیرہ زندگی کے سارے شعبوں کے سلسلے میں انسانوں کو جس دینی ہدایت ورہنمائی کی بھی ضرورت ہے۔ یقیناً کتاب اللہ (قرآن مجید) اور آنحضرت ﷺ کی ہدایات وتعلیمات اور آپ کا طریقہ واسوہ اس کا جامع ہے۔ لہٰذا کوئی ضرورت نہیں کہ دینی رہنمائی اور خیر وسعادتِ دینی کے لیے ایک بندۂ مسلم کسی اور طرف دیکھے۔ اس کے لیے قرآن وسنت بالکل کافی ہیں اور عقائد واخلاق اور تقرب الی اللہ کے سارے اصول وضوابط اس میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اب کسی کو اگر ہدایت ونجات اور قرب الٰہی کی دولت میں حصہ چاہیے ہو تو اس کے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ سیدنا محمد رسول اللہ (رفع اللہ ذکرہ) کا دامن تھامے اور اس کے در کی گداگری کرے۔ آپ ﷺ کے اس ارشاد سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ دنیا میں کبھی انسانیت کے فلاح وبہبود اور اس کی متوازی وہمہ گیری ترقی کے لیے بھی کوئی ایسا طریقہ، پالیسی اور نظام کامیاب نہیں ہو سکتا جو آپ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہو۔

امت کو یہ واضح ہدایت دینے کے بعد کہ اس کو ہدایت وسعادت کی راہ مستقیم کے لیے کسی ''خارجی'' رہنما کی طرف نہیں دیکھنا ہے اور کہیں سے رہنمائی کے اصول ''امپورٹ'' نہیں کرنا ہے۔ اس کے بعد امت کے لیے گمراہی اور آنحضرت ﷺ کے طریقہ سے ہٹنے کا بس ایک ہی امکان باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اس کے بعض افراد دین پر چلنے کے جذبے سے ہی اور اللہ کو راضی کرنے کی نیت ہی سے کچھ نئی باتوں کو دین کا رنگ دے کر اور رضائے الٰہی کا وسیلہ سمجھ کر اختیار کر لیں۔ یہ دین میں تحریف کرنے کا بڑا خطرناک دروازہ اور شیطان کا دام ہم رنگ زمین ہے۔ پچھلی امتوں کو شیطان نے اسی راستے سے گمراہ کیا۔ جب وہ ان کو اپنے نبی سے برگشتہ اور بیزار کرنے سے عاجز آ گیا تو اس نے ان کو آمادہ کیا کہ وہ دین میں اپنے ذوق ومزاج اور اپنی عقل سے نئی نئی چیزیں پیدا کریں۔ یہیں سے رہبانیت آئی۔ غلو کے اسی دروازے سے شرک اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت وولدیت کا عقیدہ عیسائیت میں داخل ہوا۔

آپ ﷺ چونکہ خاتم النبیین تھے اور اللہ کی طرف سے آپ کی تعلیمات کو ہی آخر زمانہ تک دنیا کے لیے ہدایت کا واحد ذریعہ بننا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے بڑی شدت سے اس کی تاکید فرمائی کہ دین میں تحریف وتبدیلی اور گمراہی کے اس دروازہ کی بھی نگرانی کی جائے۔

جن حضرات کی آسمانی ادیان کی تاریخ اور صحیفوں پر نظر ہے، وہ اس کی گواہی دیں گے کہ دین کی حفاظت کی اس درجہ تاکید اور نئے اضافوں اور بدعتوں سے اس کی حفاظت کے اہتمام کی یہ تعلیم صرف اسلام کا امتیاز اور خاتم النبیین کا خاصہ ہے اور اسی تعلیم وہدایت کا نتیجہ تھا کہ ہر دور میں علماء ومحدثین نے اسلام کی عملی وفکری سرحدوں پر پہرے دیئے اور کسی اچھے سے اچھے اور دیدہ زیب عنوان سے بھی کوئی نئی چیز اسلام میں داخل نہیں ہونے دی۔ ہر دور کے علماء دین اس سلسلے میں اس قدر حساس رہے کہ اگر ان کو اپنے وقت کے کسی ایسے اللہ والے کے یہاں بھی اس سلسلے میں کوئی تسامح نظر آیا جس کو وہ

مقبولان بارگاہ الٰہی میں سے سمجھتے تھے۔تب بھی انہوں نے اپنا فرض ادا کیا اور ہرگز کسی نئی بات کو دین میں داخل نہیں ہونے دیا۔انہوں نے ہمیشہ احتساب کے عمل کو جاری رکھا اور وہ ہمیشہ یہ اعلان کرتے رہے کہ صرف راہ سنت میں ہی ہدایت اور خیر وفلاح ہے۔اس کے علاوہ بدعات ومحدثات اپنے ظاہر میں کتنی ہی حسین وجمیل ہوں اور ان سے کسی کے ذوق کی تسکین کا کیسا ہی سامان کیوں نہ ہوتا ہو بہرحال ضلالت اور گمراہی ہیں۔

**(۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ ثَلاَ ثَةُ رَهْطٍ اِلىٰ بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوا أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَاِنِّيْ أُصَلِّيْ اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَداً فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (رواه البخاری)**

> ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ میں سے تین آدمی آنحضرت کی ازواج مطہرات کے پاس آپ ﷺ کی (خلوت کی) عبادات کے بارے میں پوچھنے آئے۔جب ان کو آپ ﷺ کے معمولات بتلائے گئے تو شاید ان کو کم لگے۔انہوں نے سوچا کہ ہمارا اور حضور ﷺ کا کیا مقابلہ وہ تو بخشے بخشائے اور (اللہ کے خاص مقرب بندے) ہیں۔پھر ان میں سے ایک نے کہا میں تو ساری زندگی پوری رات نماز پڑھا کروں گا۔دوسرے نے کہا میں تو پوری زندگی ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کسی دن بے روزہ نہیں رہوں گا۔تیسرے نے کہا میں (عبادت کے لیے اپنے آپ کو یکسو کرنے کی خاطر) کبھی شادی ہی نہیں کروں گا۔کچھ ہی دیر میں حضور ﷺ آ گئے۔(آپ کو ان تینوں کا حال اور ان کے ارادوں کا پتا چلا) تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا واقعی تم نے ایسا ایسا کہا ہے؟ سنو! اللہ کی قسم مجھ سے زیادہ کوئی اللہ سے ڈرنے والا اور متقی نہیں ہے۔مگر میں نفلی روزے بھی رکھتا ہوں اور بے روزہ بھی رہتا ہوں۔رات میں نفل نمازیں (تہجد) بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور شادی بھی کرتا اور گھر والوں کے حقوق بھی ادا کرتا ہوں (اب سن لو) جو کوئی میرے طریقے کے خلاف کرے وہ مجھ میں سے نہیں۔'' (صحیح بخاری)

سنت وبدعت کے سلسلے میں یہ حدیث نہایت اہم اور بصیرت افروز ہے۔پچھلی امتوں کی گمراہی اور اس امت میں پھیلنے والی بہت سی بدعات کا منشاء عبادت میں غلو کا جذبہ رہا ہے۔حدیث بتاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ نیک دل اور رضائے الٰہی کے سچے طالب افراد نے جب عبادات میں اضافے اور دنیا سے بے تعلقی کے لیے یہ نیت کی کہ ساری ساری رات نمازیں پڑھی جائیں۔شادی بیاہ اور گھر بار کے جھمیلوں سے کنارہ کش رہا جائے اور روزانہ روزے

رکھے جائیں تو باوجود اس کے کہ یہ ساری عبادات اللہ کو نہایت محبوب ہیں مگر پھر بھی کیونکہ یہ حضور ﷺ کے معتدل طرز عمل کے خلاف تھا۔اس لیے آپ ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ خیر وثواب میرے طریقہ کی اتباع میں ہے نہ کہ اپنے جی سے عبادات میں غلو کرنے سے ۔حدیث کے آخر میں جو یہ فرمایا گیا کہ جو میرے طریقہ کے خلاف کرے وہ مجھ میں سے نہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے طریقہ اور راہ مستقیم پر نہیں۔

**(۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ أَحْدَثَ فِیْ أَمْرِنَا هٰذا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ .(رواہ البخاری ومسلم)**

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو اس کی بات ناقابل قبول اور ردّ ہے۔(بخاری ومسلم)

علماء اور حدیث کے شارحین نے لکھا ہے ۔بدعات کے سلسلے میں آں حضرت ﷺ کا یہ ارشاد بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ حدیث کہتی ہے کہ دین میں ایجاد کردہ وہ باتیں جن کی کوئی اصل کتاب وسنت میں نہ ملتی ہو وہ ردّ ہیں۔حدیث کے الفاظ ’’دین میں‘‘ اور مزید یہ الفاظ ’’جو اس میں سے نہ ہو‘‘ یہ بتلاتے ہیں کہ اس سے مراد وہ عقائد واعمال ہیں جن کو مقصود اور رضائے الٰہی کا ذریعہ اور دینی امر سمجھ کر کیا جائے اور اس کا کوئی حکم اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں نہ ملتا ہو۔یہیں سے پتا چلتا ہے کہ اور جو کام و چیزیں نئی تو ہوں لیکن ان کو دین سمجھ کر نہ کیا جاتا ہو مثلاً نئے قسم کے لباس ،کھانے ،مکانات اور سامان اور جدید وسائل وایجادات ان کا کوئی تعلق اس سے نہیں۔اسی طرح ہماری معاشرتی زندگی کی وہ خرافات قسم کی رسمیں جن کو کوئی دین یا ثواب کا عمل سمجھ کر نہیں کرتا وہ بھی اس میں داخل نہیں۔لیکن اگر اسی عمل کو دین سمجھ کر یا ثواب کی امید میں کیا جائے اور اصلاً وہ قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو تو وہ بدعت ہوگا۔


علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762